Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

بابت شریعت جناب مولوی وحید الدین صاحب سلیم پروفیسر اردو

درد باقی
و
درد ساقی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل
تماجمل فیوض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے

رباعیات ہیں

جنکا منظوم ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحد کامل عالیجناب
علی الالقاب راجہ گردھاری پرشاد مبنی راجہ محبوب نواز ونت بہادر المتخلص باقی
مدار سررشتہ دار جمعیت باقاعدہ و بیقاعدہ و مشرف باورچیخانہ و خانسامانی سرکار عالی

(فرمایا ہے)

مرتبہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحب مرحوم و مغفور

مطبوعہ
سردار پریس حویلی قدیم حیدرآباد

دردِ باقی
و
دردِ ساقی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل
صاحبدل فیوض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے

—— رباعیات ہین ——

جنکا منظومہ ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحد کامل عالیجناب
معلی الالقاب راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ محبوب نواز ونت بہادر المتخلص باقی
صدر سررشتہ دار جمعیت باقاعدہ و بیقاعدہ و مشرف باورچیخانہ و خانسامانی سرکار عالی

—— :(فرمایا ہے): ——

مرتبہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحب مرحوم و مغفور

مطبوعہ
[illegible] پریس حویلی قدیم حیدرآباد

۱۳۳۲ھ

فہرست مضامین دردِ باقی و دردِ ساقی

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۱
۲	سوانحعمری راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی	۱۱
۳	کلام عالیجناب باقی بیکنٹھ باشی نظم و نثر در معرفت	۴۱
۴	رباعیات خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ معہ ترجمہ منظومہ حضرت باقی مرحوم	۶۹
۵	رباعیات مصنفہ راجہ باقی بیکنٹھ باشی	۱۲۸

تمہید

رباعی حضرت میر درد علیہ الرحمۃ

گر دعوئ ہستی ست بہتان ست این
ور شکوہ نیستی ست کفران ست این
اے حضرت انسان تحیر انجام
خود را نشناختی چہ عرفان ست این

موت اور زیست کا سوال نہایت نازک و اہم ہے۔ اس کے سمجھنے سے اپنی ذات کی خبر ملتی ہے۔ اور اس خوشخبری کے حصول سے خیالات کی حالت بدلجاتی ہے۔ انسان کا دل ایک ایسا پلٹا کھاتا ہے کہ جس کے بعد پھر کوئی سوال حل طلب نہیں رہتا۔ اس مسئلہ کی لاپروائی دنیا و مافیہا سے بیخبر رکھتی ہے۔ اور عذاب و ثواب خوف و خطر ادائی فرائض کی کوتاہی اسکی نافہمی کا موجب ہے۔ البتہ اس کے متعلق وہ دوسری روحانی حالت ضرور قابل تعظیم ہے جو انتہائی معراج کہی جاسکتی ہے اور جو شاذ و نادر دلدادگان خدا کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ یدھشٹر سے جن کا نام دھرم راج بھی تھا اور جن کا ذکر خیر مہابھارت میں جا بجا ملتا ہے یہ پوچھا گیا تھا کہ کونسی چیز دنیا میں عجیب و غریب ہے تو اس یگانۂ زمانہ مہاراجہ نے یہ جواب دیا کہ انسان موت کے متعدد سانحات دیکھتا ہے اور متاثر ہو کر بھی فراموش ہو جاتا ہے۔

یہی ایک عجیب بات ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی اعجوبہ نہین ،، مگر ایسے
شخص کی جس نے دنیا اور اوس کے میدان کارزار مین قدم رکھا ہے بغیر
اس سوال کے سوچے سمجھے آنکھین نہین کھلتین کیا دنیوی امور کی ادائی
اور کیا دینی فرائض کی سرپاہی بجز اس نازک مسئلہ کی معلومات کے ناممکن ہے
انسان چاہے لاکھ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ وہ اس
دریا کا تیراک ہے اور ہزار طرح سے اپنی تحریر و تقریر یا جدوجہد ظاہری سے
یہہ بتلائے کہ اُس نے اِس رمز کو پا لیا ہے جو منشاء زندگی ہے ۔
ہرگز عرصہ دراز تک اس راز کو پردہ خفا مین نہین رکھہ سکتا۔ ہر ایسا کام
جو دانائی راستی اور راست بازی و فراست سے مبرا ہو نمایشی ہوگا ادھورا ہوگا
اور نام و شہرت کی خواہش روڑے اٹکائے گی۔ اور آخرکار اس کا
یہ انجام ہوگا کہ سعی لاحاصل ثابت ہوگی اور سب تدبیرین بے سود۔
ہم دیکھتے ہین کہ سیکڑون کام آغاز ہوئے اور ہوتے رہتے ہین اور شاندار
طریق سے ان کا افتتاح ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آج اکثر ان مین سے نابود ہین
نام و نشان تک نہین ملتا۔ ان کے وجہ نیستی کی تحقیقات کیجائے تو
صرف اسی ایک نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین کہ نامکمل زندگی۔ خواہش نام و شہرت
اور عدم موجودگی صداقت نے ایسے کامون کو ملیامیٹ کر دیا اور آج وہ
جامۂ نیستی مین روپوش ہین۔ امیر ہو یا غریب دانا ہو یا نادان جب تک اِس
بات کو اچھی طرح نہ سمجھہ لے وہ کسی کام کے لائق نہین رہتا نہ اس کا کوئی
کام بارآور ہو سکتا ہے۔ صرف سمجھہ لینا یا کسی چیز کا ظاہری علم رکھنا کافی نہین
ہے بلکہ عمل کرنا ظاہر و باطن مین صفائی اور یکرنگی پیدا کرنا نہایت لازمی اور
ضروری ہے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ پاک اور اعلیٰ زندگی ہی دوسرونکی

فلاح کرسکتی ہے اور ایک مقدس علمی زندگی ہزارون زندگیون کو راہ راست پر لا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خود نہ سنبھلے دوسرونکو کیا سنبھالیگا۔ جو خود نہ عمل کرے کسی اور سے کیا عمل کی توقع رکھ سکتا ہے جس دل مین خود درد نہ ہو وہ کسی اور کے درد کو کیا جانے۔

ہر کسے ناصح برائے دیگران		ناصح خود یافتم کم درجہان
درد بسمل کو غیر کیا جانے	غالب	جو کہ گھائل کبھی ہوا ہی نہو

کسی کو یہ کہنے کا ہرگز استحقاق نہین ہے کہ دنیا ایسے شخصیتون سے خالی ہے جو ان معاملات کے رازدان کہے جاسکتے ہین یا جنہون نے اپنے فرایض زندگی کی تکمیل مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا۔ بغیر اعمال نیک اور صفائی قلب بے غرضانہ خلق کی خدمت دشوار ہے اور اس کے لیئے بزرگان دین کی صحبت یا معلم روحانی کی ضرورت ہے۔ قلب کی صفائی اور علمی زندگی کے بغیر دینی اور دنیوی فرائض مین کوئی سرخرو نہو سکا۔ نہ اہل دنیا نے ایسے شخص کی عزت کی۔ جس نے اس جگہہ آنے جانے کے سلسلہ کو غور سے دیکھکر خود کو جانا اور پہچانا وہی کامل ہوا اور اوسی نے دنیا مین ایسے کام کیئے جو آج تک سیکڑون ہزارون برس کے بعد بھی بالکل ایسے ہی تازہ ہین جیسے کہ اوائل مین تھے۔ اب تک ان کا نیک نام نہایت عزت ومحبت سے لیا جاتا ہے جنہون نے جیتے جی خلق خدا کی بے مثل خدمت کی۔ اور مرنے کے بعد بھی

نادر تصانیف رہنمائی شائقین و طالبین کے لئے چھوڑ گئے۔ وہ
بے شک زندہ رہیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان کا کلام
ان کی دائمی زندگی ہے اور ایسا بیش قیمتی خزانہ ہے کہ جو باوجود صرف
کبھی نہیں گھٹتا اور نہ اوس مین کوئی کمی ہوتی۔ ان کا بے نظیر کلام
نصائح و پند کی صورت مین اب بھی ہر وقت دستگیری کرتا ہے۔
اور متلاشی دین و دنیا کو رہبری کا کام دیرہا ہے۔ مبارک ہین ایسے
بزرگ جنہون نے احسان عام کیا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم اور
سرزمین جہان ایسے متبرک اور مبارک شخصین پیدا ہوکر اپنے وجود
مسعود کی غیر موجودگی کے باوجود دیگر ہزارہا مخلوق خدا کے حق مین
کارآمد اور مفید ثابت ہورہے ہین۔ صفائی باطن کے حاصل کرنے
مین کسی تخصیص کا دخل نہین ہے نہ یہ کسی خاص مذہب و ملت کا
ورثہ ہے۔ قدرت سب کے لئے یکسان رحیم و کریم ہے۔ اُس کے میزان
عدل مین کبھی کسی کے ساتھ سختی یا رعایت بیجا نہین ہوتی اور نہ کوئی
متنفس یہ کہنے کا مجاز ہے کہ وہ مالک حقیقی کسی پر زیادہ رحم کرم کرتا ہے
اور کسی پر کم۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو اس کی بے ریا اور بے غرضانہ
خدمت کرے وہ اس کا پیارا ہے۔ اور جو اوسکی مخلوق اور بندون
سے بے تعصب محبت اور الفت برادرانہ کا برتاؤ کرے وہی اسکا
لاڈلا ہے۔ اس مسئلہ مین زیادہ طوالت دیکر مین اپنی محدود و ناچیز
معلومات سے تضیع اوقات نہین کرنا چاہتا۔ میرا مطلب اُن بندگان
خدا سے ہے جو عامل و کامل تھے اور خدمت خلق کی ادائی کے اہل
اور قابل مانے گئے۔ چنانچہ ان مین سے مین دو کامل شخصیتون کا ذکر

آپ کے روبرو کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو یہ سعادت دارین حاصل تھی میری مراد اس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے ہے کہ جن کے پرمغز تصانیف اور صفائی قلب کا نمونہ اس کتاب میں پیش ہوگا۔ اور دوسرے بزرگ میرے محترم وواجب التعظیم والد بزرگوار راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی جن کے مشاغل زندگی کا اندازہ اسی کتاب سے ہوسکتا ہے۔ میں نے اس تمہید میں جس مسئلہ کے نمو کا ذکر کیا ہے وہ ایسے مقبول اور خدا رسیدہ بزرگوں سے متعلق ہے کہ جن کا کلام اپنے صوفیانہ اور مستانہ حالات کا اظہار کر رہا ہے اور محبت وخلوص سے پڑھنے والے کے لئے بے ریا و بے تعصب ذخیرہ معلومات مہیا کر سکتا ہے۔

صاحب اول الذکر کا مختصر حال میں ناظرین کتب کی دلچسپی ومعلومات کے لئے کتاب تاریخ شعرا موسومہ آبحیات مصنفہ محمد حسین صاحب آزاد پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور سے اقتباس کرتا ہوا پیش کرتا ہوں اور راقم کے واجب التعظیم والد بزرگوار کے مختصر مگر ضروری حالات زندگی بھی اسی کتاب میں مندرج کئے گئے ہیں۔

حضرت خواجہ میر درد خواجہ محمد ناصر عندلیب کے فرزند تھے۔ نالۂ عندلیب ابھی تک مقبول عام واہل دل حضرات کے لئے وحدت اور تصوف کا جام بنا ہوا ہے۔

خواجہ میر درد دہلی میں رہتے تھے اور سلسلہ پیری ومریدی کے باعث خاص وقعت رکھتے تھے۔ بڑے صوفی منش متوکل مستغنی المزاج تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ شاہ عالم کو سخت جواب دیا تھا

تعزیت آمیز فقرے سننے کے یہ مناسب معلوم ہوا کہ مین سابقہ خیال
کی تکمیل مین وقت کا بجا مصرف کرون ۔ خدا نے مجہہ مین صبر و شکر کی توفیق
دی ہے اور مین رنج وراحت سے متاثر ہونا فہم کا قصور سمجھتا ہون ۔
اس لیئے مینے اِس تصنیف کی تکمیل مین روزانہ تاختم کار تین چار گھنٹہ وقف
کر دیئے اور میرا وقت ان کلامون کے دیکھنے اور جمع کرنے مین بہت
اچھا گذرا ۔ مجہے ہندی فارسی اور اردو شاعری سے بہت دلچسپی ہے
اور مین خصوصًا صوفیانہ کلام کا ہمیشہ شایق رہا ہون ۔ میرا ناقص
خیال ہے کہ ایک کامل اور صاحبدل شاعر کی تصنیف چاہے کسی زبان
مین ہو نہایت دلکش اور موثر ہوتی ہے اوسکی خوبی نفاست مطالب
کا اندازہ اور اوس کی بلند خیالی اور اعلی مضامین کا توازن اور لطف
وہی شخص پا سکتا ہے جو اس زبان کا ماہر ہو ۔ اور اسکے
مذاق فہم کے موافق شاعر کے خیالات کا مقصد واضح ہو سکے ۔
اس کتاب مین سب سے پہلے والد مرحوم کی سوانح عمری اور اسکے
بعد وہ تحریر ہدیہ ناظرین ہوگی جو والد مرحوم کی جدت طبع اور زور
قلم کا نمونہ ہے ۔ اور جس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی
تصنیف کا معائنہ اور اُس کے نسبت پُر درد خیالات کا اظہار
فرمایا گیا ہے ۔ والد مرحوم اکثر فارسی کلام فرمایا کرتے تہے اور
اُس کے فاضل بہی تہے ۔ اُردو بہت کم کہتے تہے اور وہ بہی محض
مذاق طبع اور خاص احباب کی خاطر ۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی مصنفہ
علم الکتاب کو دیکھنے کے بعد آپ نے صوفیانہ کلام ہونے کی
وجہ رباعیات مین ترجمہ فرمایا ہے جو پیش کیا جاتا ہے ۔ آمین

ناظرین صرف مضامین اور مطالب کی خوبی پر نظر رکھیں۔ محاورات و بندش و غیرہ پر نہیں۔ کیونکہ یہ زبان اُن کے لیئے اُس وقت مروجہ نہ تھی۔ آپ نے اس کتاب کی جو تاریخ ختم رباعیات پر فرمائی ہے اُس مین اس طرح ذکر فرماتے ہین۔ ؎

اُنکی جو رباعیات فارس مین تھین
اردو مین کیا گو کہ نہ تھی مشاق

البتہ اسکے بعد جو فارسی رباعیات خود کی مصنفہ ہین وہ ضرور بنظر تعمق و شوق ملاحظہ فرمائیجائین حضرت خواجہ صاحب کا کلام نہایت واضح اور عام فہم ہے اور اسکے دیکھنے سے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ آپ کس پایہ کے صاحب کشف درگ تھے۔ آپ کا کلام باموقع و محل ہوتا ہے اور اپنا اثر کیئے بغیر نہین رہتا۔ اگرچہ اندنون فارسی کا رواج بمقابلہ سابق بہت کم ہوگیا ہے تاہم ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے۔ جبکہ قدردانان کلام فارسی زبان یا فارسی کلام نظرون سے غایب ہوجائے۔ مین نے اس وجہ سے اس تصنیف کے طبع کرانے کی خاص جرات کی ہے

اعلیحضرت حضور پرنور خدیگان تعالی متعالی ظلہم العالی

کہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ ہین وحشمتہ

ہزاگزالٹڈ ہز ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر خسرو دکن دام اللہ دولتہ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور سرپرستی سے علوم مشرقیہ کے جسم مین تازہ جان ڈالدی ہے اور خود قادر و حامی کلام فارسی مین اور والی ملک معانی نیز امرائے ملک مین. فاضل اجل عالیجناب راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنتہ بہادر سابق مدار المہام شیکار سرکار عالی جیسے خوش قسمتی سے قدردانان اور واقفان حضرت باقی مرحوم مین

موجود ہین جن سے فارسی۔ اردو اور ہندی شاعری کو بجا ناز ہے۔
علاوہ ازین بعض ایسے معزز اور قدیم عنایت فرما اصحاب موجود ہین جو شایق کلام فارسی ہین اور جن کو اب تک اس ناچیز کے والد متوفی کے کلام اور ان کی خوبیون کی یاد تازہ ہے۔

مجھے کتب مصنفہ خواجہ میر درد وحالات وغیرہ کی فراہم کرنے اور اس کتاب کے متعلق قیمتی مشورہ دینے مین میرے والد کے قابل دوست عالم باعمل عالیجناب مولانا مولوی عبد الجبار خان صاحب آصفی سینیر منتظم محکمۂ صدر المہامی صرف خاص مبارک نے بیحد امداد فرمائی و نیز جناب ہنمنت راؤ صاحب مہتمم رماتک راؤ صاحب جاگیردار نے نہ صرف وقتاً فوقتاً زحمت دہی کو قبول فرمایا بلکہ اس کے متعلق پر تجربہ مشورہ دیکر علم دوستی کا ثبوت دیا۔ مین اصحاب موصوف الصدر کا تہ دل سے مشکور ہون۔

میری یہ استدعا بیجا نہو گی کہ عجلت مین کوئی سہو کتابت یا سہو نظری ہوگئی ہو تو براہ کرم اصلاح فرما کر مجھے مشکور فرمایا جائے۔

مین اپنے اس تمہیدی مضمون کو ختم کرتا ہوا متمنی ہون کہ معزز ناظرین کی تفریح طبع اور علمی شوق پورا کرنے کے لیئے یہ کتاب مفید ثابت ہو اور میری یہ ناچیز خدمت کسی حد تک مقبول ہوکر رہے۔ فقط

خادم ملک

نرسنگ راج

مختصر سوانح عمری عالیجناب راجہ محبوب نواز ونت مرحوم باقیؔ

حالات ابتدائی و خاندانی

ہے میکدۂ دہر میں نام باقی	ساقی نہ سہی مگر ہے جام باقی
عالی نہ مٹے گا کبھی نام باقی	زندہ جاوید ہے کلام باقی

راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ محبوب نواز ونت المتخلص باقیؔ بتاریخ غرۂ رجب ۱۲۴۴ھ ہجری بمقام حیدرآباد دکن تولد ہوئے۔ آپ رائے نرہری پرشاد صاحب کے فرزند اکبر تھے۔ آپ نے حالات خاندانی اور خدمات کا مختصر تذکرہ اسی کتاب میں فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں حیات باقیؔ منظوم مصنفہ رائے دوارکا پرشاد صاحب افق میں آپ ہی کے حالات کا تذکرہ ہے۔ اس لیئے یہاں تحریر کرنا غیر ضروری سمجھا گیا۔ آپ کے جد اعلیٰ رائے دولت رائے بیگنشہ باشی حضرت نواب آصفجاہ نظام الملک کے ہمراہ اورنگ آباد آئے اور تا قیام شاہی وہیں رہکر پھر حیدرآباد تشریف لائے۔ آپ کے جد رائے راجا رام صاحب متوفی ۱۱۹۸ھ میں محلہ حسینی علم میں مکان خرید کرکے تعمیر عمارت ذاتی کی بنا ڈالی تھی۔ آپکے خاندان میں سب صاحب خطابات اور مناصب تھے۔ اور علم شاعری اور تصوف کا مذاق وراثتاً چلا آرہا تھا۔ آپ کے والد رائے نرہری پرشاد صاحب علم سنسکرت میں اتنا کافی اور معقول دخل رکھتے تھے کہ بسہولت و آسانی گفتگو فرما سکتے تھے۔ عالم ہی نہ تھے بلکہ عامل بھی تھے۔ آپ کے والد رائے نرہری پرشاد جیو نے معروف و مستند کتاب سنسکرت جوگ واششٹ

(جو معرفت مین بینظیر کتاب ہے) نظم ہندی مین ترجمہ فرمایا تھا۔ اور پنڈتان بنارس سے تحقیق اور تصدیق کے بعد بصرفہ آٹھہ دس ہزار روپیہ یہ کتاب عام مین مفت تقسیم کرائی گئی تھی بلکہ زنئے زہری پرشاد مرحوم کے تصانیف سے زہری مال مجموعہ بھجن ہائے متعدد و زہری گیان اُپدیش وغیرہ ہین صاحب ممدوح سنے انتقال کے پندرہ سال قبل گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اور عمل شغل روحانی مین بالکل مصروف رہتے تھے۔

اور اپنے فرزند اکبر راجہ گردہاری پرشاد کو جملہ کاروبار سرکاری اور خانگی تفویض فرماکر بے فکری حاصل کی اور بقیہ عمر یاد آلہی مین گزاری آپ کا انتقال بتاریخ ۲۹ صفر ۱۲۹۷ھ ہوا۔

حالات تعلیم خانہ آبادی وغیرہ

راجہ گردہاری پرشاد صاحب مرحوم کے چودہ بھائی بہن تھے۔ آپ کی ایک رباعی مصنفہ مندرجۂ ذیل اس کی وضاحت کرتی ہے۔

رباعی

از جمع برادران بجز من باقی
نقد این عمر شد ہمہ خرچ عبث
مشمر کہ یکم زچہاردہ تن باقی
باقی باقیست ہمچو روشن باقی

آپ نے حضرت محمد علی صاحب عاشق سے فارسی تعلیم پائی تھی جو فی الحقیقت سچے عاشق خدا تھے۔ آپکو شاعری فارسی مین بھی حضرت

عاشق صاحب قبلہ اور اُردو مین حضرت فیض صاحب قبلہ سے تلمذ تھا آپ عرس اوّل الذکر استاد کا بڑی شان اور عقیدت سے فرمایا کرتے تھے جو ابھی تک ہوتا ہے۔ آپ کی ایک رباعی ہےن آپنے اُستاد کی شان مین اس طرح تحریر فرمایا ہے ۔

رباعی

عاشق اُستاد کامل باقی شد	زان مایۂ عشق حاصل باقی شد
از مشغلہ ذکر و ز تربیت فکر	آئینۂ معرفت دل باقی شد

آپ ذہین تھے کم عمری ہی مین فارغ التحصیل ہوچکے تو البتہ بظاہر ہوتا ہے کہ مطالعہ اور عالمون کی صحبت کے باعث ابتدا سے شعر و سخن کا بہت شوق تھا۔ اور تصنیف و تالیف مین کم عمری ہی سے منہمک رہے تھے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کے حالات کافی بدست نہو سکے اس لیئے زیادہ صراحت نہ کی گئی ۔

آپ کی شادی اول بعمر چودہ سال ۱۲۵۸ھ مین ہوئی۔ اکثر آپ کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی۔ چنانچہ منجملہ (۶) چھ لڑکے اور لڑکیون کے جو محل اوّل سے تھے صرف رائے کیشو پرشاد صاحب مددگار صدر محاسبی سرکار عالی اور ایک دختر جو رائے رام پرشاد صاحب کو منسوب تھین، یادگارون سے رہے تھے۔ آپ کے پہلے محل کا انتقال ۱۲۹۱ھ ہجری مین ہوا تھا۔ اور آپ کی دوسری شادی عالیجناب راجایان راجہ مہاراجہ نرنیدر پیشکار بہادر کے بے حد اصرار و خاص توجہ

عنایات کے باعث راے بنسی دہر صاحب فرزند راے عالم چند بکیننٹ باشی معتمد پیشکاری کے صاحبزادی خورد سے قرار پائی جو راقم کی والدہ ماجدہ ہیں۔ مہاراجہ ممدوح بکیننٹ باشی نے رسم سنگنی باغ کیشوگری میں بہ نفس نفیس تشریف فرماہوکر انجام دلوائی۔ آپ کو موجودگی اولاد کی وجہ شادی کرنے سے قطعی انکار تھا۔ مگر اس اصرار و تقرر نے مجبور کردیا۔ اس کے بعد ہی آپ نے بوجہ مختاری کاروبار خانہ داری رقمی اخراجات کی ادائی و عدم گنجایش کا عذر فرمایا مگر عالیجناب نواب تراب علیخان سرسالار جنگ مختار الملک بہادر اولے نے حکماً شادی کی تاکید فرمائی اور بقایا تنخواہ تعدادی بارہ ہزار روپے (عطیہ) دے کر انتظام شادی میں صرف کرنے کا خاص حکم صادر فرمایا۔ اب تو آپ اسی سال حسب منشاء والد خود شادی کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس شادی میں عالیجناب نواب مدار المہام و مہاراجہ پیشکار بہادر سرکار عالی نے شرکت فرماکر رونق دوبالا کی تھی۔ اس کے بعد آپ کو پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تولد ہوئیں۔ جن میں سے یہ راقم اور عزیز محبوب راج صاحب موجود ہیں۔ اور اناث سے تین دختر ہیں۔ آپ کے جوان نیک بخت اور صاحب اقبال صاحبزادہ راے کیشو پرشاد صاحب عین عنفوان شباب میں بتاریخ ۵ محرم ۱۳۰۰ ہجری بروز لنگر مبارک ہاتھی سے گرکر انتقال کر گئے۔ اور شدید دماغی ضرب کے باعث جانبر نہو سکے۔ آپ کو ہمیشہ اولاد کا غم رہا۔ اور اکثر حادثات کے موقع پر آپ کو مایوسانہ یقین ہوتا تھا۔ کہ آپ لاولد رہینگے۔ کیونکہ بعض موقعوں پر اولاد ذکور سے

کوئی زندہ باقی نہ رہتا تھا۔

حالات ملازمت و ترقی مدارج

آپکے تعلیم پانے کے بعد ایک اہم کام آپ کے ہاتھوں انجام پایا جو آپ کی بیدار مغزی اور شہرت کا باعث ہوا۔ کام یہ تہا کہ عالیجناب نواب رونق علیخان شاہ یار الدولہ شاہ یار الملک بہادر کی فوج نے حضرت نواب غفران منزل علیہ الرحمتہ کے حکم کے باوجود بہی اپنے رجوعات نہ کی تہی۔ سوار اور پیادگان دکہنی بالکل آمادہ خدمتگزاری نواب صاحب موصوف نہ تہے اور اس وجہ سے راجہ شنہو پرشاد کے ذریعہ تقسیم تنخواہ کا حکم شاہی صادر ہوچکا تھا۔ راجہ گردہاری پرشاد آہی کے خاص کوششوں اور ایصال تنخواہ بقایا کی ذمہ داری کے سبب فوج نے سر اطاعت خم کی۔ اور یہ اہم کام بآسانی طے ہوگیا اس کے صلہ میں نواب صاحب موصوف بذات خود راسے نرہری پرشاد صاحب کے گہر تشریف لاکر راجہ گردہاری پرشاد کو اپنے یہاں کی سررشتہ داری فوج پر دیا پانصد روپیہ ماہانہ (وضع) ۱۲۶۷ھ میں اصرار مقرر فرمایا۔ یہاں بہت عزت و نیکنامی سے آپنے خدمت انجام دی۔ اور حسن اتفاق سے محفل شعر و سخن اور مشاعرہ وغیرہ گرم رہتی تہی کیونکہ نواب صاحب ممدوح خود ان مشاغل کے شایق تہے۔ اسکے کچہ عرصہ بعد ہی آپ کا تعلق خدمات سرکاری سے ہوا۔ آپ کو خدمات سرکاری آبائی اپنے والد کے حسب منشا اور بباعث ضعیفی والد

انجام دینی پڑین۔ آپ کی جدت اور موزونیت طبع پر نواب مختار الملک بہادر
اولے کی بالغانہ اور دور اندیشانہ نظر پڑی اور آپ کا انتخاب
کرکے آپ کے ذمہ فوج باقاعدہ کی ترتیب کا اہم کام سپرد فرمایا۔
آپ نے نہایت استقلال جانفشانی اور عرق ریزی سے اس نظم
ونسق مین ذمہ دارانہ حصہ لیا۔ اور افواج باقاعدہ کی استادی ۱۲۷۹ھ
مین آپ ہی کے ہاتھون ہوئی جس کے اخراجات بیس لاکھ روپیے علاوہ
سالانہ مقرر تھے۔ اس کی تفصیلی حالت اور تاریخ بھی ایک تفصیلی
نظم مین تحریر فرمائی ہے جو مندرجہ کنوز التواریخ ہے۔

سال استادش بگو فوج وغایا قاعدہ

۱۲۷۹ھ

اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے صلہ مین صدر سررشتہ داری
فوج باقاعدہ کے عہدۂ جلیلہ سے معہ ماہوار تحریر سررشتہ داری
سرفرازی فرمائی گئی۔ اس کے بعد بعض جمعداران عرب کے
مظالم وسختیان باعث تخلل انتظام ریاست ہونے لگین۔
اس کے انسداد کی غرض سے نواب مختار الملک بہادر اولے نے
ایک باقاعدہ جمعیت عرب قایم فرمانا چاہی۔ اس اہم کام کے
انصرام کے لیئے بھی آپ ہی کا انتخاب فرمایا گیا اور آپ کو ہر طرح
موزون سمجھا گیا۔ اس کام مین آپ کو بہت زحمتین اُٹھانی پڑین۔
اور سخت مقابلے کرنے پڑے۔ بعض اوقات مخالفین کی
جانب سے آپ کی جان کو خطرہ پہونچانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔
اور حملے کیے گئے تھے۔ آپ نے استقلال اور ہمت کو ہاتھ سے

جانے نہ دیا اور مفوضہ کام انجام دے کر ہی رہے۔ چنانچہ آپ کی کوششون سے ۱۲۸۸ھ مین جمعیت نظام محبوب کا قیام ہوا۔ اور ان نمایان کامون کی وقعت و قدر فرماکر اس کی سررشتہ داری بہی سرفراز ہوئی۔ آپ نے اس فوج کی تفصیلی کیفیت کنوز التواریخ مین درج فرمائی ہے۔ جس سے استاد کی دو تاریخین آخذ کرکے بدیہ ناظرین کیجاتی ہین۔ ع فوج سلطان نظام محبوب ۔ (۲) عدیم البدل دا بیفوج نظامی

۱۲۸۸ ہجری ۱۲۸۸ ہجری

ان کے علاوہ کارخانہ بنادیق موسومہ صنائع دکن کارخانہ ہائے باروت سازی کارخانہ چرمی اور کاغذسازی وغیرہ کا قیام آپ کے خاص جدت پسند طبیعت کا نتیجہ تھا۔ اول الذکر کارخانہ سے بنادیق ونیز جملہ سامان اسلحہ بطریق احسن تیار ہوکر پسند عام ہوا۔ افواج و پولیس اضلاع وغیرہ مین ان کی بیس ہزار تک سربراہی ہوا کرتی تھی (عرصہ تک)۔ بجز کارخانہ کوٹھہ بارود جہان ابھی تک بارود تیار ہوتی ہے دیگر کارخانہ جات باقی نہین ہین۔ مرحوم کی زندگی ہی مین بعض بوجہ عدم ضرورت توڑ دئے گئے۔ اور چند بعد مین۔ نسخہ جات دواگنداک وسرمیال آپ ہی کے زیر نگرانی وانتظام تھے۔ آپ نے ان کو رسالہ جات سرکاری کے لیئے محفوظ فرمایا تہا۔ اس طرح سرکاری ہزارون لاکہون روپیے کی بچت ہوئی۔ آپ کو بلحاظ خدمت آبائی جملہ تقاریب سرکاری سے تعلق تہا۔ چنانچہ ہر تقریب کے انصرام مین آپ ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور حسب منشاء خداوند نعمت انجام دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر کارہائے سرکاری کے باعث عدیم الفرصت رہتے تھے۔ آپ حسب الحکم نواب سالارجنگ بہادر اول کے

اتالیق اور مقرب شاہی ہوئے تھے۔ اور سابق کے بعض نازک
اور اہم عمل عملیات حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ کے ملاحظہ
مین بغرض وقفیت پیش فرماتے تھے۔ علاوہ تقاریب سالانہ
کے جو تقاریب آپ نے انجام دین تہین اون مین تسمیہ خوانی مبارک
اور رسم علی بند حضرت مرحوم تہین جو سنہ ۱۲۸۷ ہجری و سنہ ۱۳۱۰ ہجری
مین انصرام پائین۔ یہ نہایت شاندار اور اولوالعزم تقاریب تہین جنہین
تمام ملازمین ورعایائے ملک کو شرکت فیض سی اظہار مسرت اور
شادمانی کا موقعہ ملا۔ آپ کے زمانہ کارگذاری مین شادی نواب
سرآسمانجاہ مرحوم و شادی نواب سروقارالامرا مغفور و شادی نواب
آصف یاورالملک مرحوم و عالیجناب نواب خورشید الملک بہادر
۱۲۸۳ھ ۱۲۸۹ھ سنہ ۱۳۱۱ ہجری
سنہ ۱۲۹۶ ہجری
انصرام پائی۔ جن کی تاریخین درج کردی گئی ہین۔ آپ کو بلحاظ تعلق
باورچیخانہ مبارک و سربراہی ہمراہیان واسٹاف سرکاری ہر سفر مین
ہمراہی کا شرف حاصل رہا ہے۔ سفر دہلی و کلکتہ و گلبرگہ شریف
۱۳۰۰ھ ۱۳۱۲ھ ۱۳۱۳ھ
اورنگ آباد و رایچور وغیرہ مین آپ ہی کا انتظام تھا۔
سنہ ۱۳۰۰ ہجری۔
اور بلحاظ پروگرام ایسا انتظام ہوتا تہا کہ اوقات معینہ مقررہ پر بلا تکلف
پوری سربراہی ہوتی تہی۔ آپ کے کام ہمیشہ مقبول شاہی رہتے ہین
اور عام نظرون مین پسندیدہ۔ سرکار مرحوم و مغفور نے بمراحم خسروانہ
آپ کو سفر ورنگل سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین ہمراہ سواری مبارک چلنے کا
حکم صادر فرمایا اور اسپشل خاص مین ایک ڈبہ دے کر عزت افزائی

فرمائی۔ آپ پر سرکاری اعتمادِ کلی تھا۔ چنانچہ اکثر موقع پر بحکم شاہی قرار داد و رسوم کا تصفیہ حضرتہ بیگم صاحبہ قبلہ مرحوم سے آپ حاضر ہوکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو عالیجناب نواب مختار الملک بہادر اولے نے اپنے اور عالیجناب نواب شمس الامرا امیر کبیر کے درمیان معاملات ریاست میں حسب تحریک نواب شمس الامرا بہادر سفیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے ہر چند اس نازک کام کی ذمہ داری لینی نہ چاہی۔ مگر نواب صاحب ممدوح نے آپ ہی کو اہل و موزون سمجھکر یہ کام تفویض فرمایا چنانچہ جمادی الاول سنہ ١٢٩٧ ہجری سے آپ نے اس کام کو بآئین بہین دو سال تک انجام دیا۔ اور ایسا رابطہ اتحاد ہر دو امرائے سلطنت مین قایم رہا کہ کبھی کوئی سوئے مزاجی کا موقع نہ آیا۔ آپ بزمانہ نواب مختار الملک اولے روز آنہ باریابی کا شرف حاصل کرتے تھے اور اکثر مہام سلطنت کا بالمشافہ ارشاد پر تصفیہ و عمل ہوتا تھا۔ آپ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی خدمت مین ہر ضروری اور مفید ملک معاملہ پیش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بموقعہ جلوس تقریب سرکاری کسی شریر النفس شخص نے آپ پر پتھر پھینک کر سر مین ضرب پہونچائی۔ اور بہت خون نکلا۔ مراحم شاہانہ و عنایات خسروانہ کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ بفور اطلاع بصدور عنایت نامہ مصدرہ ۹ ذیحجہ سنہ ١٣٠١ھ مزاج پرسی فرما کر اعزاز بخشا گیا۔ دوسرے عنایت نامہ مین یاد فرمائی ہوئی تھی ہر دو کے نقول سے ہویدا ہوگا۔

نقل فرمان مبارک مرقومہ ۹ ذیحجہ سنہ ١٣٠١ھ

گردھاری پرشاد۔